An International Journal of ISLAMIC AND SOCIAL SCIENCES

ISLAMICUS

PAKISTAN ISLAMICUS

(An International Journal of Islamic and Social Sciences)

April-June, 2025, Volume:05, Issue:02 Pages:50-59

Journal Website: https://pakistanislamicus.com/index.php/home
Publisher Website: https://www.mircpk.net

مسلم دانشور تحقیقی مرکز پاکستان
MUSLIM INTELLECTUALS Research Center Multan-Pakistan

تحقیق کا اسلامی منہج: ماضی کی روایات اور عصرِ جدید کے تقاضے

THE ISLAMIC APPROACH TO RESEARCH: LEGACY OF THE PAST AND REQUIREMENTS OF THE MODERN ERA

***Zarqa Zulifqar**[1], **Dr Najjam-Ud-Deen Kokab Hashmi**[2]*

[1] PhD Scholar, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad, Pakistan.

[2] Assistant Professor, Institute of Islamic Studies and Shariah, MY University, Islamabad, Pakistan.

HEC "Y" Category
HJRS HEC Journal Recognition System

ARTICLE INFO

Article History:

Received:	April 15, 2025
Revised:	May 05, 2025
Accepted:	May 09, 2025
Available Online:	May 13, 2025

Keywords:
Research Methodology
Qur'ānic Inquiry
Ḥadīth and Sīrah Studies
Islamic Intellectual Heritage
Contemporary Research

Funding:
This research journal (PIIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:
Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

ABSTRACT

This article discusses the meaning, need, and importance of research, showing how it is connected to human nature. It explains the Qur'ānic method of inquiry and the ways of research found in the Hadith and the blessed life of the Prophet (Sīrah). Examples from the sayings and practices of the Companions (Ṣaḥābah) and the Followers (Tābi'ūn) are also included to highlight early Islamic approaches to knowledge. The paper further reviews the style of research in the modern era and the benefits it provides in today's world. By linking classical Islamic methods with modern approaches, the article shows that research is not only an academic need but also a tool for progress and development. The study ends with a summary and useful recommendations.

CC BY

Corresponding Author's Email: zarqazulifqar1986@gmail.com

مقدمہ

اسلامی تحقیق و منہج محض ایک علمی سر گرمی نہیں، بلکہ ایک جامع فکری و عملی ڈھانچہ ہے جو قرآن، حدیث، اجتہاد، اور فقہی اصولوں سے متصل ہے۔ قدیم عہد میں علمانے قرآن وسنت کو بنیاد بنا کر علومِ عربی، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث، تاریخ اور طبیعی و سماجی علوم پر تحقیق کی، جس سے اسلامی تہذیب وعلوم میں بے پناہ ترقی ہوئی- یہ منہج نہ صرف مذہبی امور بلکہ روزمرہ اور معاشرتی مسائل کے حل کے لیے بھی کار آمد ثابت ہوا۔ دِل چسپی کی بات یہ ہے کہ ماضی کے علمانے تحقیق کے بنیادی اصول جیسے تحقیق کا لغوی واصطلاحی مفہوم، مسئلہ تحقیق کی تعین، مواد کا جمع کرنا، حوالہ جات کی جانچ اور ترتیب میں عظیم مہارت حاصل کی تھی۔ فقہی مباحث میں استنباط واجتہاد کے ذریعے مسائل کو عصرِ حاضر کے تناظر میں حل کرنے کا طریقہ کار بھی واضح کیا گیا عصرِ جدید میں جب مغربی علوم اور تحقیق نے مسلم معاشروں پر اثرات مرتب کیے، علمانے اس علمی خلاء کو دور کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اس سلسلے میں مفکرین جیسے اسماعیل ال-فاروقی نے "Islamization of Knowledge" یعنی علم کا اسلامی تناظر رائج کرنے پر زور دیا، تاکہ اسلامی اخلاقی و تحقیقی دائرہ توحیدی بنیادوں پر باقی رہے- فاضلِ عصر، فضل الرحمٰن نے قرآن پر مبنی اخلاقی فریم ورک کی تلقین کی اور سنت کو "زندہ سنت" کے تناظر میں اجتہاد کے ذریعہ جاری عمل قرار دیا۔ اس تحقیقاتی روش کی کلید بنیادی تین ستون ہیں جیسے کہ ماضی میں فقہی استنباط قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا جاتا تھا، اور آج بھی اس کو اصول تحقیق کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے یعنی کہ قرآن وحدیث کا کردار تحقیق میں بنیادی مآخذ کے طور پر ہے۔ جب روبہ روی جدید چیلنجز ہوں، تو اسلام میں اجتہاد کے ذریعے مسائل کا حل سفارش کیا جاتا ہے چاہے معاشرتی، اقتصادی یا تکنیکی نوعیت کے مسائل ہوں یعنی کہ

اجتہادی لچک کا اصول کارفرما رہتا ہے۔ جدید علوم کو اسلامی اخلاقی بنیادوں سے ہم آہنگ کرنا تاکہ تحقیق فقط تکنیکی نہ ہو بلکہ توحیدی مقصد کے ساتھ ہو یہ تصورال-فاروقی اور دیگر مفکرین نے اجاگر کیا-اور ان سب تکنیکوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تحقیق کی بنیاد رکھی گئی تاکہ تحقیق خالصتا تعصبات سے پاک اصولوں پر کی جاسکے اور حقیقت تک رسائی ممکن ہو۔ تحقیقی کام ازل سے ہوتا رہا ہے اور اس کی ضرورت واہمیت مسلم ہے۔ گزشتہ پانچ سال کے تحقیقی کام کا جائزہ لینے سے پتہ چلا ہے کہ اس موضوع پر حمیرا احمد، یونی ورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور سے آرٹیکل 2023 میں شائع کروایا جس کا موضوع "فقہی مباحث میں تحقیق کا طریقہ کار، دو تمثیلی موضوعات کا تطبیقی مطالعہ" ہے۔ آج کے دور میں تحقیقی منہج کا یہ اسلامی فریم ورک ماضی کی وراثت کو برقرار رکھتے ہوئے عمرانی، معاشی، طبّی اور سماجی نئے مسائل کا حل فراہم کرنے میں مفید ہے۔ آئندہ تحقیق میں اس منہج کے تشکیلی اصول اور عملی تقاضے تفصیلاً زیر بحث لائے جائیں گے تاکہ اسلامی تحقیق عصرِ جدید کی روشنی میں مؤثر اور قابلِ قبول ہو۔ اور دور حاضر میں اس امر کی ضرورت بھی ہے کہ تحقیق کس طرح کی ہو تو قابل عمل و قابل قبول ہو گی۔

تحقیق کا پس منظر

تحقیق ہے کیا؟

انسان نے اس دنیا میں پیدا ہوتے ہی نئ سے نئ تخلیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان ازل سے ہی کھوج کا خواہاں ہے۔ انسان کی تخلیقی صلاحیت ہی اس کو اشرف المخلوقات کے مرتبے پر فائز کرتی ہے۔ یہ تحقیقی صلاحیت ہی ہے جس نے بنی نوع کو آگ پیدا کرنے سے لے کر گول پہیہ کی سواری بنانے تک کا فہم دیا ہے۔ ذہین آدمی غور و فکر کا عادی ہوتا ہے۔ زندگی کے عام مسائل کے متعلق عموما اور جن مسائل سے اسے دلچسپی ہوتی ہے ان کے متعلق خصوصا سوچتا رہتا ہے یا سوچنے پر مجبور ہوتا ہے اور اپنے حالات کو بدلنا یا بہتر بنانا چاہتا ہے۔ اس لیے اس کے دماغ میں نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں یا پرانے مسائل سے متعلق نئے پہلو اور شکوک اس کے سامنے آتے ہیں۔ انسان مسائل کو حل کرنا، شکوک کو دور کرنا یا یقین سے بدلنا چاہتا ہے یہیں سے تحقیق کی ابتدا ہوتی ہے۔ تحقیق ابتدائے آفرینش سے تخلیق انسانی کا لازمی جزو ہے۔ تحقیق غور و فکر کا نام ہے اور قرآن میں بارہا یہ حکم آیا ہے

مثلاً: "كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ"[1]

(اسی طرح للہ تم سے آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو۔)

جب انسانی فطرت حقیقت و ماہیت اور علم کی تحصیل کے لیے میدانِ تحقیق میں اپنے گھوڑے دوڑاتی ہے تو کچھ صاف شفاف چشموں پر پہنچ کر اپنی تشنہ لبی کرتی ہے۔ یعنی ظاہر ہوتا ہے کہ تحقیق پرت در پرت علم کے باریک ریشمی پردوں میں لپٹی ہوئی دھات کا نام ہے جس کی وجہ سے ثقیل چیزیں کند بھی ہو سکتی ہیں اور کند چیزیں ثقیل بھی ہو سکتی ہیں بات صرف استعمال کی ہے۔ تحقیق کا عمل بنی نوع انسان کے بچپن سے حیات تک جاری رہتا ہے۔ قدیم قبائلی انسان نے مظاہر فطرت مثلاً سورج کا نکلنا اور ڈوبنا، رات ہونا، آندھی، بارش، سیلاب اور زلزلہ وغیرہ کی اپنے فہم کے مطابق تاویلیں کیں۔ زلزلے کے لیے کہا گیا کہ زمین ایک گائے کے سینگ پر رکھی ہے وہ سینگ بدلتی ہے تو زلزلہ آتا ہے وغیرہ۔ قدیم چینیوں کے مطابق زلزلے کی وجہ یہ ہے:

> "Earthquakes were believed to be caused by a giant dragon living beneath the ground. When the dragon moved, the earth shook."[2]

یہ تو قدیم چینیوں کا عقیدہ ہے لیکن اسلام کا عقیدہ اس کے برعکس ہے۔ اسلام میں زلزلے اعمال کا نتیجہ ہیں لیکن سب کی اپنی تحقیق ہے اسلام نے دوسرے علوم کی حوصلہ افزائی کی ہے قلع قمع نہیں کیا۔ مفروضات بھی تحقیق کا حصہ ہیں اور اسی طرح کا مفروضہ سر آئیزک نیوٹن کا ہے:

> "If I have seen further, it is by standing on the shoulders of giants."[3]

ان مثالوں کے مطابق کہا جا سکتا ہے کہ ہر کسی نے اپنی بساط بھر تحقیق کی اور تحقیق کرنی بھی چاہیئے کیونکہ تحقیق علوم کو حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے جب ہم کسی موضوع پر کام کر رہے ہوتے ہیں تو کام کے دوران کئی نئی نئی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس طرح تحقیقی عمل ہمارے لئے کئی دروازے کھولتا ہے اور ہماری سوچ کیلئے فکر کے بہت سے راستے کھل جاتے ہیں۔ تحقیق ادبی میدان میں ادیب، شاعر اور نقاد کے کارناموں پر روشنی ڈالتی ہے اور ان کے قد اور حیثیت کا تعین کرتی ہے تحقیق کسی فن پارے کے عہد کا تعین کرتی ہے فن پارے کی زبان کا اندازہ لگاتی ہے کہ جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ کس زمانے میں رائج تھے اور ان کی املا کیا ہے تحقیق کا اہم کام گمشدہ دفینوں کی دریافت کرنا اور ماضی کی تاریکیوں کو دور کر کے اسے روشنی مہیا کرنا ہے۔ تحقیق ماضی کی گمشدہ کڑیاں دریافت کرتی ہے اور تاریخی تسلسل کی بحالی کا فریضہ انجام دیتی ہے۔

تحقیق کی لغوی و اصطلاحی تعریفیں

تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مادہ "ح ق ق" ہے باب تفعیل سے مصدر ہے یعنی حق کو ثابت کرنا۔ تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے جو "حَقَّقَ يُحَقِّقُ تَحْقِيقًا" سے ماخوذ ہے اور عربی میں تحقیق کے لئے لفظ "بحث" انگریزی میں "ریسرچ" اردو میں تحقیق، ہندی میں اس کے لئے "انوسندھان" استعمال ہوتا ہے۔ لغت میں تحقیق کے لئے مختلف معانی استعمال ہوئے ہیں جیسے کہ کھوج، تفتیش، دریافت، چھان بین، تلاش اور کسی چیز تک رسائی۔ تحقیق کا لفظی معنی کسی چیز کی اصلیت معلوم کرنا، کریدنا، تلاش کرنا، دریافت کرنا، کھوج لگانا، تفتیش کرنا، بار بار تلاش کرنا، درست اور یقینی بات تک پہنچنا اور اس کی حقیقت کے لیے خوب خوب کوشش کرنا ہے۔ امام خلیل ابن احمد لکھتے ہیں:

"الحقُّ نقيض الباطل"[4]

(حق باطل کی ضد ہے)

ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

"الحَقُّ: نَقِيضُ الْبَاطِلِ، وَجَمْعُهُ حُقوقٌ وحِقاقٌ . . . . وحَقَّ الأَمْرُ يَحِقُّ ويَحُقُّ حَقّاً وحُقوقاً:صارَ حَقّاً وثَبت"[5]

(حق باطل کی ضد ہے اور اس کی جمع حقوق اور حقاق آتی ہے۔اور حَقَّ الامر کا معنی صحیح ہونا اور ثابت ہونا ہے۔)

حضرت علامہ شرف الجرجانی رحمتہ اللہ علیہ تحقیق کی تعریف یوں کرتے ہیں:

" اَلتَّحْقِيقُ: إِثْبَاتُ ٱلْمَسْأَلَةِ بِدَلِيلِهَا "[6]

(تحقیق وہ ہے جس میں مسئلے کو اس کی دلیل کے ساتھ ثابت کیا جائے۔)

مولانا کلب عابد تحقیق کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"کسی الجھے ہوئے یا غیر معلوم مسئلہ کو حل کرنے کے لئے، تمام ضروری مآخذ و مصادر کی پوری چھان بین کر کے غیر جانبداری سے صحیح نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرنا"[7]

ڈاکٹر عبدالرزاق قریشی اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"تحقیق نہ صرف شک کو رفع اور تحیر کو دور کرتی ہے بلکہ آدمی کے لیے نئی راہیں کھولتی ہے وہ مسائل کو حل کرتی اور غلطیوں کو سلجھاتی ہے وہ خامیوں کو دور کرتی اور خوب کو خوب تر بناتی ہے"[8]

انسانی جبلت کا تقاضہ

تحقیق انسانی جبلت کا تقاضہ ہے اور ازل سے انسان اشیاء کی کھوج میں لگا ہے جیسا کہ پروفیسر عبدالحمید خان عباسی لکھتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے انسان کی جبلت میں تلاش و جستجو کرنے اور کھوج لگانے کی صفت ودیعت کر رکھی ہے اس صفت کا مظاہرہ وہ جنم دن سے ہی شروع کر دیتا ہے"[9]

تحقیق ازل سے ابد تک جاری و ساری رہے گی حامل قرآن نے بھی تحقیق کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور محقق کا اسلام میں بڑا مقام و مرتبہ ہے۔ اسلام تحقیق کے خلاف نہیں اور مندرجہ بالا تعریفوں سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ تحقیق کسی مسئلے کی دلیل کے ساتھ بحث کا نام ہے۔ تحقیق الجھے ہوئے یا غیر معلوم مسئلہ کو غیر جانبداری سے صحیح و درست نتائج پر محمول کرنے کا نام ہے۔ تحقیق نا صرف شک کو رفع کرتی ہے بلکہ انسان کے لئے نئی راہیں کھولتی ہے اور نئی جہتیں متعین کرتی ہے اور الجھی ہوئی گتھیوں کو سلجھاتی ہے۔ تحقیق انسانی جبلت کا تقاضہ بھی ہے اور یہ انسانی فطرت میں ودیعت کردہ ہے۔ انسان پیدائش کے دن سے ہی تحقیق کا مظاہرہ شروع کر دیتا ہے بہر حال تحقیق ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی کیونکہ کھوج انسانی فطرت کا خاصہ ہے اور یہی تحقیق ہے۔

قرآن پاک سے اخذ کردہ تحقیق کے پہلو

قرآن مجید انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہوا اور بلاشبہ قرآن مجید تحقیق کا بنیادی جزو ہے اللہ ﷻ نے جگہ جگہ تحقیق کی دعوت دی ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ"[10]

(اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کرلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو لاعلمی کی وجہ سے نقصان پہنچا دو، پھر تم اپنے کیے پر نادم ہو جاؤ گے۔)

قرآن میں جگہ جگہ بغیر تصدیق کے بات کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور تنبیہ کی گئی ہے کہ جس بات کا علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑو ارشاد الٰہی ہے:

"وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا"[11]

(اور جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ چلو۔ بے شک کان، آنکھ اور دل سبھی کا اس پر سوال ہوگا۔)

اسی طرح قرآن پاک میں بھی قرآن کو محض پڑھنے کا نہیں بلکہ سمجھ کر یعنی تحقیق کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہے ارشاد ربانی ہے:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ ٱلْقُرْءَانَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَآ"[12]

(کیا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟ یا ان کے دلوں پر قفل (تالے) پڑے ہوئے ہیں؟)

متعدد مقامات پر تحقیق کا حکم ہے کہ اپنی عقل استعمال کرو اور آنکھیں کھلی رکھو حکم الٰہی ہے:

" قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ"[13]

"وَهُوَالَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًاؕ-وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَؕ-اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ"[14]

(اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں لنگر اور نہریں بنائیں اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو دو طرح کے بنائے رات سے دن کو چھپا لیتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کو)

اسی طرح ایک اور ارشاد ہے:

"اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ- مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّىؕ-وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ"[15]

(کیا انہوں نے اپنے دلوں میں غور و فکر نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو حق اور ایک مقررہ مدت کے ساتھ پیدا کیا اور بیشک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔)

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ باری تعالیٰ کو مقصود یہ ہے کہ انسان غور و فکر کرے اپنا ذہن وسیع کرے تا کہ حقیقی علم حاصل کر سکے۔ بغیر تحقیق سے بات کرنے سے بھی روکا گیا ہے تا کہ باطل کو فروغ نہ ملے اور تحقیق کی نمو و افزائش ہو۔ تحقیق کے قرآنی پہلو یہ نکلتے ہیں کہ:

1. کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لو۔
2. جس بات کا علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑو۔
3. کسی بھی چیز کی اچھے سے چھان بین کرو۔
4. محقق اور فاسق برابر نہیں تحقیق پسند ربی ہے۔
5. چھپی ہوئی پوشیدہ چیزوں کی خوب چھان پھٹک کرو۔
6. کائنات میں غور و فکر کرو اور مقصد حیات کی کھوج کرو۔

الغرض قرآن ہر لحاظ سے تحقیق کے لئے ابھار رہا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان الٰہی اصولوں پر عملدر آمد کر کے مقاصد تحقیق کو سمجھا جائے تا کہ حق تک رسائی ممکن ہو۔

احادیث و سیرت مبارکہ سے اخذ کردہ تحقیق کے پہلو:

احادیث مبارکہ میں بھی تحقیق کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے نا صرف خود بلکہ صحابہ کرامؓ کو بھی تحقیق کی تلقین کی تا کہ فاسقین کی حوصلہ شکنی ہو اور حق گوئی کی حوصلہ افزائی ہو مثلاً:

((إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔))[16]

(اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنا لیں گے، ان سے سوالات کیے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے)

اسی طرح بنی المصطلق کی مثال ہے عبد اللہ بن اُبی کی طرف سے ایک شخص نے جھوٹی خبر پہنچائی کہ بنی المصطلق نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ قرآن نے اس پر تحقیق کا حکم دیا:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا" [17]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تمھارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لو)

رسول اللہ ﷺ نے تصدیق کے لیے دوسرا شخص روانہ کیا، اور جلد بازی میں کوئی اقدام نہیں فرمایا۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعہ افک کے حوالے سے افواہوں کی تحقیق کی۔ آپ ﷺ نے فوراً کوئی فیصلہ نہیں دیا بلکہ صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے والدینؓ سے بھی اس سلسلے میں گفت و شنید کی۔ معتبر صحابہ کرامؓ جیسے کہ حضرت علیؓ اور حضرت اسامہؓ کو رائے لینے کے لئے بلایا اور تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ للہ کریم نے سورت نور میں آیات نازل فرما کر زوجہؓ رسول ﷺ کی برات کا اعلان فرما دیا۔ اس طرح حدیث مبارکہ میں صراحتاً بھی تحقیق کا ذکر ملتا ہے جیسے کہ:

((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ ما سَمِعَ))[19]

(کسی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو (بغیر تحقیق کے) بیان کر دے۔)

تحقیق علم کے معانی میں استعمال ہوا ہے اور اس کی حوصلہ افزائی موجود ہے دین میں اس کو فقہ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے حدیث مبارکہ ہے:

((مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ))[19]

(اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کا فہم عطا کر دیتا ہے)

محققین کی قدر و منزلت کے حوالے سے بھی بہت سے اقوال رسول ﷺ ہیں مثلاً:

((مَاعُبِدَاللهُ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنْ فِقْهٍ فِي دِيْنٍ. وَلَفَقِيْهٌ أَشَدُّعَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ. وَلِكُلِّ شَيْءٍ عِمَادٌ وَعِمَادُ هَذَا الدِّيْنِ الْفِقْهُ.))[20]

(دین میں تفقُّہ کے ساتھ کی گئی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے افضل کوئی چیز نہیں اور ایک فقیہ ایک ہزار عابدوں سے بڑھ کر شیطان پر بھاری ہے۔ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی ستون ہوتا ہے اور اس دین کا ستون فقہ (دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا) ہے۔)

مسلمانوں کا یہ فن ہے کہ بغیر تحقیق کے محدثین نے احادیث بھی نہیں لیں ان کے پیش نظر آپ ﷺ کا یہ قول مبارک تھا:

((سَيَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي أُنَاسٌ يُحَدِّثُونَكُمْ مَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَ إِيَّاهُمْ))[21]

(میری امت کے آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو تمہارے سامنے ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے آباء نے، تم اس قماش کے لوگوں سے دور رہنا۔)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبع ہدایت ہیں آپ کیسے تحقیق کی حوصلہ شکنی کر سکتے تھے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق کی حوصلہ افزائی کی اور محققین کو ہمیشہ سراہا تا کہ آئندہ قیامت تک کے لئے باطل کا قلع قمع کیا جا سکے اور محققین کی حوصلہ افزائی ہو۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے تحقیق کے یہ پہلو اخذ ہوتے ہیں:

1. عالم و محقق کے علاوہ کسی سے کوئی بات نہ لو خواہ علم ہی کیوں نہ ہو۔
2. فاسق کی بات پر کان نہ دھرو بلکہ کسی محقق سے تصدیق کروالو۔
3. بغیر تحقیق کسی کی عصمت دری بھی مت کرو۔
4. ہر سنی سنائی بات بلا تحقیق و تصدیق آگے نہ سنادو۔
5. علم / تحقیق بھلائی الٰہی ہے۔
6. ایک محقق شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔
7. حدیث جو من گھڑت ہو جو نہ اگلوں نے سنی نہ پچھلوں نے اس کے بیان کرنے والے سے بھی آپ ﷺ نے دور رہنے کا حکم دیا۔

ان اصولوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی یہ شان کہ دشمن بھی آپ ﷺ کو صادق اور امین کہتے تھے یہ اس لحاظ سے بھی تھا کہ آپ ﷺ ایک اعلٰی درجہ کے محقق تھے۔ آپ ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہؓ حدیث لینے میں جس تحقیق سے کام لیتے وہ کوئی چھوٹے درجے کی تحقیق نہیں تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تحقیق کے حامی بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ سرپرست تھے۔

اقوال وآثار صحابہؓ سے تحقیق کی مثالیں

صحابہ کرامؓ کا زمانہ آپ ﷺ کے زمانہ سے متصل ہے چنانچہ صحابہ کرامؓ نے اعلٰی پائے کی تحقیق کی اور باطل کو حق سے جدا کرنے کے لئے سر توڑ کوششیں کیں۔ حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں:

((كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الأَنْصَارِ، إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلاَثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ» فَقَالَ: وَاللَّهِ لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بِبَيِّنَةٍ، أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللَّهِ لاَ يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ القَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ القَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ، فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَلِكَ))[22]

(میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ ابو موسی رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا، اس لئے واپس چلا آیا (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ! تمہیں اس حدیث کی صحت کے لئے کوئی گواہ لانا ہوگا۔ (ابو موسی رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کے سوا) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے کوئی اور نہیں کھڑا ہو گا۔ ابو سعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔)

اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا:

"أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ، وَلَكِنِ احْتَرَزْتُ"

(میں نے تم پر الزام نہیں لگایا، لیکن احتیاط سے کام لیا۔)

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے زبان پر اعتماد نہیں کیا بلکہ تحقیق کی اور دلیل بھی مانگی۔ آپؓ نے حدیث بھی تصدیق و تحقیق کے بغیر قبول نہ کی بلکہ گواہ مانگے۔ اسی طرح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ. فَسَأَلَ النَّاسَ فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ. ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الأُخْرَى مِنْ قِبَلِ الأَبِ إِلَى عُمَرَ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللَّهِ شَيْءٌ وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلاَّ لِغَيْرِكِ وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا وَلَكِنْ هُوَ ذَاكِ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَ أَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا))[23]

(میت کی نانی/دادی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس میراث میں اپنا حصہ دریافت کرنے آئی تو انہوں نے کہا اللہ کی کتاب (قرآن پاک) میں تمہارا کچھ حصہ نہیں ہے اور مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی تمہارے لیے کچھ نہیں معلوم تم جاؤ میں لوگوں سے دریافت کرکے بتاؤں گا پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا آپ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ دلایا ہے اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے (جو اس معاملے کو جانتا ہو) تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے

ہوئے اور انہوں نے بھی وہی بات کہی جو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہی تھی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے اسی کو نافذ کر دیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دادی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا میراث مانگنے آئی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی کتاب (قرآن) میں تمہارے حصہ کا ذکر نہیں ہے اور پہلے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں) جو حکم ہو چکا ہے وہ نانی کے معاملے میں ہوا ہے، میں اپنی طرف سے فرائض میں کچھ بڑھا نہیں سکتا لیکن وہی چھٹا حصہ تم بھی لو اگر نانی بھی ہو تو تم دونوں (سدس) کو بانٹ لو اور جو تم دونوں میں اکیلی ہو (یعنی صرف نانی یا صرف دادی) تو اس کے لیے وہی چھٹا حصہ ہے۔)

اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور حکومت سے تحقیق کا واقعہ ہے امام شعبی فرماتے ہیں:

((أُتِيَ عَلِيٌّ بِامْرَأَةٍ حَامِلَةٍ مِنَ الزِّنَا، فَقَالَ: لَعَلَّ رَجُلًا اسْتُكْرِهَكِ؟ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَمْرَنَا هَذَا لَا نَأْخُذُ فِيهِ إِلَّا بِشَهَادَةٍ أَوْ إِقْرَارٍ))[24]

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی، جس پر زنا کا الزام تھا۔ حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا شاید کسی مرد نے تجھ پر زبردستی کی ہو؟ پھر فرمایا یقیناً ہمارا یہ معاملہ (یعنی حد زنا کا حکم) ہم صرف گواہی یا اقرار کی بنیاد پر نافذ کرتے ہیں۔)

حضرت علی المرتضٰی شکوک کی بناء پر بغیر تحقیق کے حد سے بھی منع فرماتے آپ کے الفاظ بیہقی نے نقل کئے ہیں:

((آدْرَءُوا ٱلْحُدُودَ بِٱلشُّبُهَاتِ.))[25]

(حدود کو شبہات کے ذریعے دفع کرو)

حضرت عثمان غنیؓ بھی تحقیق کے پہلوؤں سے بخوبی آگاہ تھے اور انہوں نے بھی اعلیٰ پائے کی تحقیق کی واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ کسی حدیث کے صحیح ہونے پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کچھ شک ہوا تو انہوں نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے سخت لہجے میں باز پرس کی اور پوچھا اے ابوذر! تم نے اس حدیث کا انحصار کس پر کیا ہے؟ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلب کیا گیا اور اُن سے پوچھا گیا: کیا تم نے یہ حدیث نبی ﷺ سے سنی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں، میں نے اس حدیث کو نبی ﷺ سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

((مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا أَقَلَّتْ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِي لَهْجَةٍ أَصْدَقَ مِنْ أَبِي ذَرٍّ))[26]

(آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین نے اپنے اوپر کسی کو پناہ دی جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا ہو)

ان سب مثالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کیسے خلفاء راشدین و صحابہ کرام نے حقیقی معنوں میں تحقیق کی اور عقل و شعور کو زیادہ اجاگر کیا کہ محض سنی سنائی بات کافی نہیں بلکہ گواہی لے لی جائے تاکہ جھوٹ کا قلع قمع کیا جاسکے۔

اقوال و آثار صحابہؓ سے اخذ کردہ تحقیق کے پہلو

1. تحقیق کے لئے گواہی لی جائے۔
2. گواہی سراسر تحقیق ہے کیونکہ اس میں احتیاط کا عنصر پایا جاتا ہے۔
3. بغیر تحقیق فتویٰ نہ دیا جائے۔
4. بغیر تحقیق کوئی سزا بھی جاری نہیں کی جاسکتی الا یہ کہ گواہی یا اقرار ہو۔
5. شبہات کی بناء پر کوئی فیصلہ نہیں صادر کیا جاسکتا۔

ان سب پہلوؤں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کتنی تحقیق کرتے تھے حتیٰ کہ ایک دوسرے کو اتنا قریبی جاننے کے باوجود بھی گواہی لیتے یہ نہیں کہ تعلق داری میں اصول تحقیق بھول جائیں۔ صحابہ کرامؓ کی بلند پایہ خصلتوں کے باعث ہی قرآن ان کی تعریفیں کرتا ہے اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ صحابہ کرامؓ نہایت اعلیٰ درجہ کے محقق تھے۔

تابعین کا انداز تحقیق

تابعین کا دور صحابہ کرامؓ کے دور سے متصل ہے اور ان کو براہ راست صحابہ کرامؓ سے کسب فیض حاصل ہوا اور ان کی تحقیق پختہ تھی جیسے کہ امام ابو حنیفہؒ کا واقعہ ہے امام ابو حنیفہ رفع الیدین کے لئے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرز عمل کو اپناتے ہیں۔ آپ سے جب اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

"نَحْنُ لا نَرُدُّ الحَدِيثَ، وَلَكِنْ نُرَجِّحُ ما ثَبَتَ عِندَنا عَنِ الصَّحابَةِ الَّذِينَ لَزِمُوا النَّبِيَّ ﷺ أَكْثَرَ."[27]

(ہم حدیث کو رد نہیں کرتے، بلکہ اس روایت کو ترجیح دیتے ہیں جو ان صحابہ سے مروی ہے جنہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ طویل صحبت اختیار کی اور پوری نماز دیکھی۔)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سعید بن المسیبؒ کے پاس آیا اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا... حضرت سعید بن المسیبؒ نے فوراً اسے روک دیا اور فرمایا:

"رُوَيْدًا يَا أَخِي! نَحْنُ نَعْرِفُ مَنْ نَأْخُذُ عَنْهُ حَدِيثَ رَسُولِ ٱللَّهِ. أَمَّا أَنْتَ فَلَا نَعْرِفُكَ."[28]

(ٹھہر جاؤ بھائی! ہم جانتے ہیں کہ کن سے حدیث رسول ﷺ لی جاتی ہے، تمہیں ہم نہیں جانتے۔)

اسی طرح امام مالک بھی تحقیق کے اصولوں پر کار فرما تھے۔ ایک مرتبہ امام مالکؒ کے شاگرد عبدالرحمن بن مہدیؒ نے پوچھا آپ فلاں شخص کی روایت کیوں نہیں لیتے حالانکہ وہ نیک اور دیندار ہے۔ امام مالکؒ نے جواب دیا:

"لَيْسَ كُلُّ مَنْ يُحْسِنُ ٱلصَّلَاةَ تُؤْخَذُ عَنْهُ ٱلسُّنَّةُ."[29]

(وہ شخص جو نماز اچھی پڑھتا ہو، ضروری نہیں کہ اس سے سنت یعنی حدیث لی جائے۔)

اسی طرح محمد بن سیرینؒ کا یہ معروف قول ہے:

"إِنَّ هَذَا ٱلْعِلْمَ دِينٌ، فَٱنْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ."[30]

(بے شک یہ علم دین ہے، پس دیکھو دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔)

یعنی کہ آدمی سچا بھی ہے یا نہیں، کوئی گواہ پیش کر رہا ہے یا ایسے ہی باتیں کر رہا ہے۔ شیخ ناصر الدین البانی اس حدیث "النَّظَافَةُ مِنَ الإِيمَانِ" کے بارے میں فرماتے ہیں:

"هَذَا ٱلْحَدِيثُ مَشْهُورٌ عَلَى ٱلْأَلْسِنَةِ، وَلَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ، وَلَكِنْ بِمَجْمُوعِهَا يَتَقَوَّى ٱلْحَدِيثُ وَيَصِلُ إِلَى دَرَجَةِ ٱلْحَسَنِ أَوِ ٱلصَّحِيحِ لِغَيْرِهِ."[31]

(یہ حدیث عوام میں مشہور ہے۔ اس کی کئی سندیں موجود ہیں، مگر ان میں ہر ایک ضعیف ہے۔ البتہ، تمام طرق کو ملا کر دیکھا جائے تو یہ حدیث حسن لغیرہ یا صحیح لغیرہ کے درجے پر پہنچ جاتی ہے۔)

مزید وہ اس حدیث کے مختلف طرق اور اس کے رواۃ کے بارے میں تفصیلی تحقیق پیش کرتے ہیں، جن میں بعض محدثین کی آراء، جرح و تعدیل، اور تقویت کی وجوہات شامل ہیں اور اسلام میں طہارت پر بھی زور دیا گیا ہے اس لئے یہ حدیث صحیح ہے۔ اسی طرح جریر طبری اپنی رائے کو جلیل القدر صحابہؓ کے تابع کرتے ہیں اور بلا تحقیق کوئی بات نہیں کرتے مثلاًیوں بیان کرتے ہیں:

"قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ (مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ ٱلطَّبَرِيُّ): ... كَمَا رُوِيَ ذَلِكَ عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عَمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَوْقٍ، عَنِ ٱلضَّحَّاكِ، عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ جِبْرِيلُ لِمُحَمَّدٍ: قُلْ يَا مُحَمَّدُ: ٱهْدِنَا ٱلصِّرَاطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ، يَقُولُ: أَلْهِمْنَا ٱلطَّرِيقَ ٱلْهَادِيَ، وَهُوَ دِينُ ٱللَّهِ ٱلَّذِي لَا عِوَجَ فِيهِ."[32]

(امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری فرماتے ہیں: جیسا کہ یہ قول عبداللہ ابن عباسؓ سے بھی روایت کیا گیا ہے: ہمیں ابو کریب نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں عثمان بن سعید نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں بشر بن عمارۃ نے حدیث بیان کی، کہا: ہمیں ابو روق نے، انہوں نے ضحاک سے، اور انہوں نے عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا کہ: جبریل علیہ السلام نے محمد ﷺ سے فرمایا: اے محمد! کہو: اِہدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ یعنی ہمیں ہدایت والا راستہ الہام فرما، وہ راستہ جو دینِ اللہ ہے ایسا دین جس میں کوئی کجی (ٹیڑھ) نہیں ہے۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن حجر نے اپنی کتاب میں ان کے فیصلوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

"وَكَانَ عَلِيٌّ يَقْضِي بِٱلْيَمِينِ وَٱلشَّاهِدِ، وَقَدْ ثَبَتَ ذَلِكَ عَنْهُ، وَهُوَ قَوْلُ جَمَاعَةٍ مِنَ ٱلسَّلَفِ."[33]

(حضرت علیؓ ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ فرمایا کرتے تھے، اور یہ ان سے ثابت ہے۔ یہ سلف کے ایک گروہ کا بھی قول ہے۔)

صحابہ کرامؓ کی مثالوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی تابعین نے تحقیق کے فن کو آگے بڑھایا طرح ایک اور مثال ہے امام ابراہیم نخعیؒ (تابعی، کوفہ کے بڑے فقیہ) نے ایک مرتبہ کسی شخص سے حدیث سننے سے انکار کر دیا وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: ہم نے ان سے پہلے بات کی ہے، ہم ان کی صداقت اور دیانت سے مطمئن نہیں، اس لیے ان کی روایت قبول نہیں کریں گے۔ تمام تابعین کمال احتیاط سے کام لیتے تھے۔ تابعین "لا أدري" (مجھے معلوم نہیں) کہنے سے نہیں ہچکچاتے تھے، جو ان کی تحقیقی دیانت کی علامت ہے۔ سعید بن جبیرؒ سے جب غیر واضح مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے: اللہ بہتر جانتا ہے، میں نہیں جانتا۔ ان سب مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ کیسے تابعین جس پر جھوٹے ہونے کا شبہ بھی ہوتا اس سے کوئی روایت نہ لیتے اور اگر اس کے برعکس ثقہ و عادل گواہ مل جاتے تو بلا تردد روایت قبول کر لیتے جس سے ان کے غیر متعصب رویے کا پتہ چلتا ہے۔ ایک محقق غیر متعصب ہوتا ہے اور تابعین بلا شبہ اس حوالے سے بلند پایہ محققین تھے۔

تابعین سے اخذ کردہ تحقیق کے نکات

1. جو زیادہ قریبی شخص ہو جس نے حالات و واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوں اس کی بات مستند مانی جائے گی۔
2. ہر کسی سے ہر بات نہیں لی جائے گی مگر محقق سے۔
3. ظاہری طور پر متاثر ہوئے بغیر علم و عمل میں یکتا شخص کی بات ہی تسلیم کی جائے گی۔
4. دیکھا جائے گا کہ بندہ محقق ہے یا بس لمبی چوڑی چھوڑ رہا ہے۔
5. زیادہ آراء کی صورت میں تطبیق کی جائے گی اور مستند رائے کو فوقیت حاصل ہو گی۔
6. تحقیق کے حوالے سے کوئی بھی بات اپنے طور پر نہیں کی جائے گی بلکہ حوالہ سے بات کی جائے گی۔
7. اگر کسی بات کا مکمل علم نہیں تو اپنے پاس سے کچھ مفروضہ نہیں پیش کیا جائے گا بلکہ "لاادری" کہنا مناسب ہو گا۔

ان سب نکات سے واضح ہوتا ہے کہ تابعین صحابہ کرامؓ کے شاگردان رشید تھے اور انہوں نے صحابہ کرامؓ کی احتیاط کو دیکھا اور سمجھا اس لئے تابعین بھی اسی تحقیقی فن کو آگے لے کر چلے اور پھر علوم حدیث کا فن متعارف ہوا جو کہ سراسر مبنی بر تحقیق ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ تحقیق میں چار چاند تابعینؒ نے لگائے اور اچھی تحقیقی کتب مرتب کیں۔

عصر حاضر میں انداز تحقیق

عصر حاضر میں بہت تحقیقی کام ہوئے بھی ہیں اور جاری و ساری بھی ہیں ڈاکٹر اسرار احمد کا نام بھی ان میں نمایاں ہے لکھتے ہیں:

"اسلام معروف معنٰی میں کوئی مذہب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہے، جو اس لیے آیا ہے انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی و غلامی میں داخل کرے۔ اسلام زندگی کا ایک مکمل نظام ہے جو حیاتِ انسانی کے ہر شعبے کو اپنی گرفت میں لینا چاہتا ہے۔"[34]

یعنی اسلام کسی بھی قسم کی ذہنی غلامی بھی نہیں چاہتا بلکہ لوگوں کی نظروں کو دھوکہ دکھانا بھی نہیں چاہتا اور اپنی عقل کا درست استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے۔اس طرح ڈاکٹر گیان چند محقق کے بارے میں لکھتے ہیں:

"محقق کو کسی حد تک نقاد بلکہ تحقیق کار کی صفات سے بھی متصف ہونا چاہئے۔"[35]

یعنی کہ آنکھیں بند کر کے بلاچون وچرا ہر بات نہ مان لے کیونکہ محقق بہترین نقاد بھی ہوتا ہے اور سوائے عقل میں آنے والی بات کے کوئی اور بات نہیں مانتا۔اسی طرح ڈاکٹر خالق داد لکھتے ہیں:

"دور حاضر کی اصطلاح میں علمی تحقیق کسی موضوع میں تخصص (specialty) سے عبارت ہے اس میں دقیق جزئیات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے"[36]

ماضی کو دیکھیں تو تحقیق کا کام وہاں بھی پوری جانفشانی سے ہوا اور اگر ہم اپنے اسلاف کی روایات کو ہی لے کر آگے چلیں تو انہوں نے بہت پہلے پیش آمدہ مسائل کا حل بتا دیا تھا۔ہم قرآن و حدیث،اقوال صحابہؓ و تابعینؒ کو ہی مشعل راہ بنا کر چلیں تو تحقیق مکمل ہو جاتی ہے۔اس حوالے سے حسن عسکری لکھتے ہیں:

"ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ مغربی تعلیم سے متاثر ہونے والے لوگ کوئی ایسا شبہ یا اعتراض نہیں لا سکتے جس کا جواب ہمارے پاس نہ ہو"[37]

اللہ کریم نے انسان کی جبلت میں بھی تحقیق کا مادہ رکھا ہے انسان ازل سے حق کا متلاشی ہے اور باطل کی طرف فطرتاً ہی اس کا دل مائل نہیں ہوتا جیسے کہ پوپر لکھتا ہے:

"صداقت اپنا اظہار خود کرتی ہے: سپائنوزا ہر انسان کے پاس ایک کسوٹی ہے جس کی مدد سے وہ صداقت اور مظہر میں امتیاز کر سکتا ہے"[38]

عصر حاضر سے اخذ کردہ تحقیقی نکات

1. تحقیق اسلام کے منافی نہیں بلکہ اسلام کی روح ہے۔
2. محقق نقاد بھی ہو اور تحقیق کار کی صفات سے متصف بھی ہو۔
3. تحقیق میں دقیق جزئیات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔
4. ہر مستشرق کے سوال کا جواب ہمارے محققین دے سکتے ہیں کیونکہ شاندار تحقیقی ماضی رکھتے ہیں۔
5. تحقیق انسانی فطرت میں شامل ہے اور ہر انسان حقیقت کا متلاشی ہے۔

مندرجہ بالا نکات سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اسلام دین فطرت اور سچائی کا دین ہے اور یہ حق و باطل میں تمیز کی کسوٹی فراہم کرتا ہے۔عصر حاضر میں اب اسلامی تحقیق بھی وسیع ہو گئی ہے مثلاً روایتی موضوعات جیسے فقہ، تفسیر، حدیث اور عقائد جیسے موضوعات کے ساتھ ساتھ اسلامی بینکاری و معیشت، ماحولیاتی اخلاقیات، مصنوعی ذہانت کا شرعی تجزیہ اور عالمی سیاسیات میں اسلامی موقف جیسے موضوعات پر بھی توجہ دے رہی ہے۔دور حاضر میں تحقیق کا دائرہ کار پھیل گیا ہے جیسے کہ سوشیالوجی بمعہ اسلامی تعلیمات، نفسیات بمعہ روحانیت اور قانون بمعہ شریعت جیسے موضوعات پر بھی تحقیق جاری ہے۔عالمی مسائل پر بھی تحقیق کی جا رہی ہے۔

تحقیق کے لئے حصول معلومات کے ذرائع

تحقیق کے لئے معلومات حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں اگر اسلامی نقطہ نظر سے بات کی جائے تو ہمارے لئے وحیٔ الٰہی مقدم ہے اس کے بعد درجہ بدرجہ حدیث و سنت رسول ﷺ، اقوال و آثار صحابہؓ، اقوال تابعینؒ اور پھر امہات الکتب وغیرہ۔اگر مغربی تحقیق کی بات کریں تو سعی و خطا یعنی تحقیق کی کوشش کی اور غلط مفروضہ قائم ہو گیا تو پھر بھی یہ تحقیق مانی جائے گی۔تحقیق کے لئے حصول معلومات کے ذرائع خالد رشید نے اپنی کتاب میں ذکر کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

1. سعی و خطا کا طریقہ
2. نبیوں اور پیغمبروں کے حوالہ جات
3. اقدار و رسم رواج
4. عہد رفتہ کے علماء کی آراء
5. الہامی کتب
6. وجدانی کیفیت
7. ماہرین کی آراء
8. ذاتی تجربات و معلومات[35]

مندرجہ بالا بحث سے یہ سامنے آتا ہے کہ تحقیق کا اسلامی و مغربی منہج و اسلوب اگرچہ کچھ مختلف ہے لیکن مقصد دونوں کا ایک ہے حقیقت تک رسائی۔مغربی محققین بھی اپنی الہامی کتب بطور حوالہ لیتے اور اسلامی محققین بھی۔تحقیق میں شفافیت دونوں ذرائع میں مطلوب ہے اور سعی یعنی کوشش دونوں اسلوب میں ہوتی اور خطا کا احتمال بشری تقاضہ ہے کیونکہ حقیقت کا علم محض اللہ کو ہے محققین حقیقت تک پہنچ کی کوشش ہی کر سکتے ہیں۔

عصر حاضر میں تحقیق کے فوائد

عصر حاضر میں تحقیق کی اہمیت سے انکار ناممکن ہے۔موجودہ دور میں تحقیق کے لئے وسیع ذرائع ایک کلک پر دستیاب ہیں اور اس کے مندرجہ ذیل فوائد ہیں:

1. حقیقت شناسی و اوہام سے آزادی
2. تعصبات کا ازالہ و صحیح غلط کا ادراک
3. جمود کا خاتمہ
4. قوت برداشت کا حصول

مختصر یہ کہ جن علوم کی چھان پھٹک کے لئے ہمارے آباءدور دراز سفر کرتے تھے آج ہم انٹرنیٹ سے محض ایک کلک پر ان کی چھان بین کر سکتے ہیں۔آج ہمارا کام اتنا مشکل نہیں رہا کہ دور دراز کے سفر حصول تحقیق کے لئے اختیار کئے جائیں بلکہ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ام المآخذ تک پہنچ ہو اور محقق یہ جانتا ہو کہ یہ اصل کتاب ہے اور یہ ثانوی کتاب ہے۔بنیادی وثانوی مآخذ کے علم سے تحقیق جاندار بھی ہوتی ہے اور نئ جہتیں بھی متعین ہوتی ہیں کہ اصل کتب پر کتنا تحقیقی کام ہوا کہ شروحات وحواشی لکھی گئیں۔

نتائج وخلاصہ

اس تحقیقی مطالعہ سے تحقیق کی اہمیت ماضی وحال کے تناظر میں واضح ہوتی ہے کہ کیسے سب سے پہلے تحقیق حکم ربی پھر حکم نبی ﷺ ہے۔آگے صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے بھی اس کام کو آگے بڑھایا آج ہم اس قابل ہیں کہ ان کو بنیاد بنا کر تحقیقی کام کو آگے بڑھا سکیں۔اسلامی تہذیب میں تحقیق ہمیشہ ایک مقصدی،اخلاقی اور فکری ذمے داری سمجھی گئی ہے۔ماضی کے مسلم علماء نے تحقیق کو صرف معلومات جمع کرنے کا ذریعہ نہیں سمجھا بلکہ اسے ایک فکری،روحانی اور تہذیبی فریضہ تصور کیا۔ماضی کی روایات کا جائزہ لینے سے اسلامی تحقیق میں چند نمایاں خصوصیات ملتی ہیں: دلائل کی بنیاد پر حکم لگانا، نقل و عقل کا حسین امتزاج، علمی صداقت ،اصول تحقیق کی پاسداری اور فلاح امت کا فروغ۔اسلامی منہج تحقیق نہ صرف ماضی کا ایک عظیم علمی ورثہ ہے بلکہ عصر حاضر کے فکری، سائنسی، اور اخلاقی بحران کا حل بھی اسی میں پوشیدہ ہے۔اس منہج کو اپنانے کے لیے امت مسلمہ کو ایک سنجیدہ، مربوط اور جدید تقاضوں کے مطابق حکمت عملی اپنانا ہو گی تاکہ تحقیق کے میدان میں ایک بار پھر قیادت حاصل کی جاسکے۔

سفارشات

1۔دور حاضر کے محققین کو چاہیئے کہ سنت رسول ﷺ اور وطیرہ صحابہؓ کو اپناتے ہوئے ریسرچ کریں تاکہ درست نتائج حاصل ہوں۔

2۔ علم کی اسلامائزیشن پر کام کیا جائے تاکہ مغربی محققین جو اسلام پر ریسرچ کر رہے ہیں ان کو مدلل تحقیقی کام حاصل ہوسکے۔

3-جدید تحقیق میں ڈیجیٹل ٹولز کا استعمال کیا جائے۔

REFERENCES - حوالہ جات

[1]. Al-Qur'an, 2:219.

[2]. Ebrey, Patricia Buckley. The Cambridge Illustrated History of China. Cambridge: University Press, 1996, p. 36.

[3]. Turnbull, H. W. Isaac Newton's Letter to Robert Hooke, 5 February 1675, in The Correspondence of Isaac Newton. Cambridge: Cambridge University Press for The Royal Society, 1959, Vol. 1.

[4]. Khalil ibn Ahmad, Abu 'Abd al-Rahman. Kitab al-'Ayn. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2003, Vol. 3, p. 6.

[5]. Ibn Manzur, Muhammad ibn Mukarram al-Ifriqi. Lisan al-'Arab. Beirut: Dar Sadir, 1414H, Vol. 10, p. 49.

[6]. Al-Jurjani, Mir Sayyid Sharif 'Ali ibn Muhammad. Al-Ta'rifat. Beirut: Dar al-Kitab al-'Arabi, 1419H, 1:3.

[7]. Naqvi, Sayyid Kalb Abid. 'Imad al-Tahqiq. Aligarh: Faculty of Theology, 1978, p. 14.

[8]. Qadir, Muhammad Haroon, Dr. Ijad Tahqiq. Lahore: Ganj Shakar Press, 2010, p. 13.

[9]. Abbasi, Sir Abdul Hamid Khan, Prof. Usool e Tahqiq. Islamabad: National Book Foundation, 2015, p. 27.

[10]. Al-Qur'an, 49:6.

[11]. Al-Qur'an, 17:36.

[12]. Al-Qur'an, 47:24.

[13]. Al-Qur'an, 50:6.

[14]. Al-Qur'an, 13:3.

[15]. Al-Qur'an, 30:8.

[16]. Al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il. Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-'Ilm, Bab Kayfa Yuqbadu al-'Ilm. Cairo: Dar al-Salam, 1410H, 1:102, Hadith No. 100.

[17]. Al-Qur'an, 49:6.

[18]. Muslim ibn al-Hajjaj al-Qushayri al-Naysaburi. Al-Jami' al-Sahih, Muqaddimat al-Kitab, Bab al-Nahy 'an al-Hadith bi-Kulli ma Sami'a. Riyadh: Dar al-Salam, 1438H, 1:10, Hadith No. 6.

[19]. Al-Bukhari. Sahih al-Bukhari, Kitab al-'Ilm, Bab Man Yuridu Allahu bihi Khayran Yufaqqihhu fi al-Din, Hadith No. 7563.

[20]. Al-Tabarani, Abu al-Qasim Sulaiman ibn Ahmad. Al-Mu'jam al-Awsat. Cairo: Dar al-Haramayn, 1990, 6:194, Hadith No. 6166.

[21]. Muslim. Sahih Muslim, Kitab al-Muqaddimah, Bab al-Nahy 'an al-Riwayah 'an al-Du'afa' wa al-Ihtiyat fi Tahammuliha, Hadith No. 6.

[22]. Muslim ibn al-Hajjaj al-Qushayri al-Naysaburi. Al-Jami‘ al-Sahih, Kitab al-Adab, Bab Istanad Thalathah. Lahore: Dar al-Salam, 2011, 1:1043, Hadith No. 2153.

[23]. Abu Dawud, Sulaiman ibn al-Ash‘ath al-Sijistani. Sunan Abi Dawud, Kitab al-Fara’id, Bab fi al-Jaddah. Beirut: Dar al-Kutub al-‘Ilmiyyah, 1418H, 3:122, Hadith No. 2894.

[24]. Ibn Abi Shaybah, ‘Abd Allah ibn Muhammad al-‘Absi al-Kufi. Kitab al-Musannaf fi al-Ahadith wa al-Athar, Kitab al-Hudud, Bab Imra’ah Hamilat min al-Zina. Riyadh: Dar Kunuz Ishbiliya li al-Nashr wa al-Tawzi‘, 1436H, 6:561.

[25]. Mubarakpuri, Safi al-Rahman. Bulugh al-Maram. Lahore: Dar al-Salam Publishers and Distributors, 1418H, Hadith No. 1047.

[26]. Al-Tirmidhi, Muhammad ibn ‘Isa ibn Surah ibn Musa ibn Dihhak al-Sulami. Sunan al-Tirmidhi, Bab Manaqib Abi Dhar al-Ghifari. Cairo: Matba‘ Mustafa al-Babi al-Halabi wa Awladuhu, 279H, Hadith No. 3801.

[27]. Al-Makki, Muwaffaq ibn Ahmad. Manaqib al-Imam al-A‘zam. Beirut: Dar al-Kitab al-‘Arabi, 1401H, 1:168.

[28]. Ibn Sa‘d, Muhammad ibn Sa‘d al-Harrani. Al-Tabaqat al-Kubra. Mumbai: Muhammad ‘Ali al-Ma‘arri, 1144H, Hadith No. 338.

[29]. Ibn ‘Abd al-Barr, Abu ‘Umar Yusuf. Jami‘ Bayan al-‘Ilm wa Fadlihi. Riyadh: Dar Ibn al-Jawzi, 1440H, 2:110.

[30]. Al-Baghdadi, Abu Bakr Ahmad ibn ‘Ali ibn Thabit ibn Ahmad ibn Mahdi. Al-Kifayah fi ‘Ilm al-Riwayah. Beirut: Dar al-Kitab al-‘Arabi, 1405H, p. 121.

[31]. Al-Albani, Muhammad Nasir al-Din. Silsilat al-Ahadith al-Sahihah. Beirut: al-Maktab al-Islami, 1399H, 1:2.

[32]. Al-Tabari, Abu Ja‘far Muhammad ibn Jarir. Jami‘ al-Bayan ‘an Ta’wil al-Qur’an. Beirut: Dar al-Kitab al-‘Ilmiyyah, 1997, 1:30.

[33]. Ibn Hajar al-‘Asqalani, Ahmad ibn ‘Ali. Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari, Kitab al-Shahadat, Bab al-Qada’ bi al-Yamin wa al-Shahid ‘ala al-Mudda‘a ‘alayh fi al-Amwal wa al-Hudud. Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 2019, Hadith No. 1712.

[34]. Ahmad, Israr, Dr. Islam ka Nizam-e-Hayat. Lahore: Maktabah Khuddam al-Qur’an, 2010.

[35]. Chand, Giyan, Dr. Tahqiq ka Fun. Rawalpindi: ST Printers, 1994, p. 45.

[36]. Malik, Khaliq Dad, Prof. Dr. Tahqiq o Tadwin ka Tareeqa Kar. Lahore: Azad Book Depot, 2012, p. 29.

[37]. Askari, Hasan. Jadidiyat. Lahore: Idarah Farogh-e-Islam, 1997, p. 16.

[38]. Ali, Sajid, Dr. Falsafah Science aur Tehzeeb. Lahore: Mash‘al RB, 1997.

[39]. Rashid, Khalid. Ta‘leemi Tahqiq. Lahore: Ilmi Book House, 1995, pp. 17–19.